نشانات کا غلبہ ہے جو جماعت احمدیہ کو تمام دنیا پر غالب کرے گا

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 /اگست 1997ء بمقام مئی مارکیٹ من ہائم ۔ جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کا بائیسواں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور جیسا کہ سابق میں یہ طریق رہا ہے خطبہ جمعہ ہی کو افتتاحی خطاب بنالیا جاتا ہے چنانچہ آج اس افتتاحی خطاب میں یعنی خطبہ جمعہ کی صورت میں مَیں جماعت کے سامنے کچھ ایسی نصائح رکھنا چاہتا ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں ہیں۔ حضرت اقدسؑ کی تحریرات اگر محض پڑھ کر سنائی جائیں تو اکثر و بیشتر لوگ اس سے مستفید نہیں ہو سکتے کیونکہ علم کا معیار نسبتاً کم ہے اور بعض اہل علم کے لئے بھی دو دو تین تین دفعہ تحریرات کو پڑھنا ہوتا ہے تب جا کے وہ مطالب کو پاتے ہیں۔ اس لئے کچھ عبارت پڑھوں گا کچھ اس کی تشریح کروں گا جیسا کہ جلسہ سالانہ انگلستان میں میرا طریق تھا۔ اسی طریق پر میں آج آپ کے سامنے بعض بہت ضروری نصائح اس افتتاحی خطاب میں کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''یاد رہے کہ یہ اشتہار'' یہ ایک اشتہار ہے جو آپؑ نے جاری فرمایا پچھلی صدی کے آخر پر، ابھی صدی پورے ہونے میں ایک دو سال ہی باقی تھے بلکہ معین طور پر میرا خیال ہے شاید ایک سال ہی باقی تھا، 1899ء میں یہ اشتہار شائع

فرمایا گیا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''یادرہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشانوں کو دیکھ کر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے''۔

یہ پہلا فقرہ ہے اس میں بعض آسمانی نشانوں کا وعدہ ہے اور اشتہار دے کر ان نشانوں کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے کہ میں آج ہی آپ کو مطلع کر رہا ہوں تا کہ جب نشان دکھائے جائیں گے تو جماعت اپنے ایمان میں ترقی کرے۔

''اوران کو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں، نہ کاذب کا''۔

ان کو پورا اطمینان ہو جائے نشان دیکھ کر کہ انہوں نے ایک سچے کا پہلو پکڑا ہے، سچے کا دامن پکڑا ہے جھوٹے کا نہیں۔

''اور تا وہ راستبازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور ان کا پاک نمونہ دنیا میں چمکے''۔

صرف یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان پختہ ہو بلکہ اس کے نتیجے میں جو اصل مقصد ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا کہ راستبازی کے کاموں میں آگے بڑھیں اور ان کا نمونہ ایک روشن نمونے کے طور پر دنیا کے سامنے چمکے۔اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانے میں صدی کے آخر پر جب دشمن بکواس کر رہا تھا اس کا ذکر فرماتے ہیں اور عجیب بات ہے کہ اب بھی صدی کے آخر پر ویسا ہی شور و غوغا بپا ہے اور ہر جگہ دشمن اسی قسم کی باتوں کو دہرا رہا ہے جو گزشتہ صدی کے آخر پر دہرائی جارہی تھیں۔

''ہر ایک طرف سے مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجھ کو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے اور قتل کرنے کے لئے فتوے لکھے جاتے ہیں''۔(یہ سب کچھ جو صدی کے آخر پر پچھلی صدی میں ہو رہا تھا اب پھر اسی طرح ہو رہا ہے۔)''پس ان کو چاہئے (یعنی میری جماعت کو چاہئے) کہ صبر کریں اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں''۔صبر کریں اور گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں''اور اپنا نمونہ اچھا دکھاویں کیونکہ اگر وہ

بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ ان کے مقابل پر کی جاتی ہے تو پھر ان
میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔اس لئے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اپنا
اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگزر کی خصلت سب سے زیادہ
ان میں نہ پائی جائے''۔(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 513)

یہ اقتباس میں نے خصوصیت سے جماعت جرمنی میں اس خطبہ میں پڑھنے کے لئے چنا تھا۔وجہ یہ ہے کہ آج کل جماعت احمدیہ جرمنی خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے اور بہت سی جگہ اب جماعت کے دشمن اقلیت بن گئے ہیں اور یہ خیال کہ اب ہم طاقتور ہو گئے ہیں اس لئے اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں اور خلاف بولنے والوں کے منہ توڑیں یہ خیال جہالت کے نتیجے میں از خود پیدا ہوتا ہے یا طبعی جوشوں کے نتیجے میں نوجوانوں میں ایک ردعمل پایا جاتا ہے۔بہادر وہ ہے جو طاقت رکھتے ہوئے اصولوں کو نہ چھوڑے، جو طاقت رکھتے ہوئے انکسار سے کام لے اور درگزر اور عفو سے کام لے۔یہ وہ ضرورت تھی جس کی وجہ سے آج میں آپ کے سامنے یہ اشتہار پڑھ کے سنا رہا ہوں۔

آپ کو ایک قسم کا غلبہ نصیب ہے۔آپ کے مقابل پر جو جلسے کئے جا رہے ہیں ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔چند سو کے سوا اور لوگ وہاں اکٹھے نہیں ہوتے اور محض گالی گلوچ اور بکواس کے بعد رخصت ہو جاتے ہیں۔مگر آپ جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک ظاہری عدد کی صورت میں بھی عظمت پا رہے ہیں اور دن بدن یہ ظاہری عدد کی عظمت بڑھتی جائے گی۔مگر اگر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان نصائح کو نظر انداز کر دیا اور ظاہری عدد کی برتری ہی کو اپنی عظمت سمجھا تو آپ کی ساری عظمتیں ذلتوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔یہ وہ نصیحت ہے اور یہ انذار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت کی صورت میں آپ کے سامنے رکھا ہے۔

''اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ ان کے مقابل پر کی
جاتی ہے تو پھر ان میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔اس لئے میں سچ سچ کہتا
ہوں کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگزر کی
خصلت سب سے زیادہ ان میں نہ پائی جائے''۔

صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگزر یہ چار صفات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

خصوصیت کے ساتھ بیان فرمائی ہیں اور انہی چار صفات کے مقابل پر چار اور صفات ہیں جو آپ سورۃ فاتحہ کے حوالے سے آپ کے سامنے پیش کریں گے اور یہ مضمون ہے جو باہم ربط رکھتا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت جرمنی کے چھوٹے بڑے، عورتیں اور مرد سب غور سے اس مضمون کو سن کر اپنے دلوں کی تہوں میں جگہ دیں گے اور سنبھال کر رکھیں گے۔ سنبھال کر رکھنے کا ایک تو مطلب ہوتا ہے کہ استعمال ہی نہیں کیا، میری وہ مراد نہیں۔ سنبھال کر اس سے چمٹے رہیں اسے حرز جاں بنالیں، اسے اپنا اوڑھنا بچھونا کرلیں۔ یہ نصیحتیں جو اس اشتہار میں کی گئی ہیں یہ اسلام کی جان ہیں اگر ان پر آپ پوری طرح سے کار بند ہو گئے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی فتح ہی فتح ہے کوئی دنیا کی طاقت پھر آپ کو کسی طرف سے بھی، کسی پہلو سے شکست نہیں دے سکتی۔ فرمایا:

''اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں تو کیا اس سے پہلے خدا کے رسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے؟''۔

کون سا خدا کا رسول اور راستباز ہے جس پر ویسے ہی الزام نہ لگائے گئے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگائے جاتے ہیں اور اس جواب میں ہی بہت بڑی دلیل آپ کے ہاتھ میں تھما دی گئی۔ یہ چیلنج ہے جو آپ ہر احمدیت کے دشمن کو کر سکتے ہیں کہ جو اعتراض تم مسیح موعود علیہ السلام پر کرتے ہو اس سے پہلے ایک مسئلہ طے کرلو کہ وہ اعتراض حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر نہ ہوا ہو۔ اگر ہوا ہے تو پھر اسی اعتراض کو آپؐ کے خادم پر کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں اور اگر ہوا ہے تو تم بتاؤ کہ کیا تم جواب دے سکتے ہو؟ نہیں تو ہم حاضر ہیں۔ ہم ان تمام اعتراضات کا جواب دیں گے جو ہمارے آقا کے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات پر کئے جاتے ہیں اور تمہیں طاقت نہیں ہے کہ تم ان کا جواب دے سکو۔ یہ ایک بہت ہی عظیم لیکن انتہائی قطعی اور یقینی چیلنج ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر سے ابھرتا ہے۔ یہ آپ استعمال کر کے دیکھیں اور کبھی آپ کو شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی۔ فرمایا:

''کیا حضرت موسیٰؑ پر یہ اعتراض نہیں ہوئے کہ اس نے دھوکہ دے کر ناحق مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹ بولا کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں''۔

حضرت موسیٰؑ پر یہ اعتراض کیا گیا اور بعینہٖ اس سے ملتا جلتا اعتراض چونکہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام پر بھی کیا گیا تھا اس لئے آپ نے اس اعتراض کا حوالہ دیا کہ حضرت موسیٰ پر یہ اعتراض کیا گیا کہ:

''مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹ بولا کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں اور جلد واپس آئیں گے اور عہد توڑا اور کئی شیر خوار بچوں کو قتل کیا؟''

یہ اور اعتراض بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ پرانے نبیوں پر کئے گئے وہ بھی آپ بیان فرما رہے ہیں کہ:

''اور کیا حضرت داؤدؑ کی نسبت نہیں کہا گیا کہ اس نے ایک بیگانہ کی عورت سے بدکاری کی''۔

بیگانہ عورت کا نام یاد رکھیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس کا ہزارواں حصہ بھی الزام نہیں لگا جو حضرت داؤدؑ پر لگایا گیا۔

تو یہ وہ الزام ہے جس کو یہ مولوی لوگ سچا سمجھتے ہیں اور نعوذ باللہ حضرت داؤدؑ کے اوپر الزام میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کی تفاسیر نے اس الزام کو دہرایا ہے 'اوریا' جرنیل تھے جس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ نے اس کی بیوی سے محبت کر کے 'اوریا' کو قتل کروانے کے لئے اس کو ایک ایسے میدان جنگ میں بھیج دیا جہاں سے اس کی واپسی ممکن نہیں تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو الزام لگائے گئے اس سے بہت بڑھ کر اسی نوعیت کے اعتراضات پہلے لوگوں نے اپنے اپنے وقت کے انبیاءؑ پر لگائے تھے۔

''اور فریب سے 'اوریا' نام ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی؟ اور کیا ہارونؑ کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اس نے گوسالہ پرستی کرائی؟'' (یعنی حضرت ہارونؑ نے خود گوسالہ پرستی کرائی)۔

''اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے کہ یسوع مسیح نے دعویٰ کیا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی کہ اس نے اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی؟''

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ تھے کہ میں داؤدؑ کا تخت دوبارہ قائم کرنے کے

لئے آیا ہوں، تخت پر بیٹھنے کے لئے آیا ہوں کیونکہ دشمن جو اس تخت کے معنی صحیح سمجھتا نہیں تھا اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام آپ کے دشمنوں نے طرح طرح کے مذاق اڑائے اور وہ تخت جو آسمانی تخت تھا اس کو زمینی تخت سمجھ کر آپ کا تمسخر اڑاتے رہے اور طرح طرح کی اذیتیں دیتے رہے اس میں اب کیا مراد یہ نہ تھی کہ:

''اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی اور کیونکر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹی نکلے؟''۔

''یہودی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسیح نے کہا تھا کہ ابھی بعض لوگ زندہ موجود ہوں گے کہ میں واپس آؤں گا مگر یہ پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی''۔

اب ان پیشگوئیوں کی جو لطیف تشریحات، ایسی جو عقل اور دل کو مطمئن کرنے والی ہوں جماعت احمدیہ کرتی ہے وہ ان مولویوں کے بس کی بات نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جہاد کا ایک کارخانہ دے دیا ہے ان باتوں میں۔ بہت عظیم اسلحہ ہے جو شکست کے نام سے ناآشنا ہے۔ اس اسلحہ کو اس کامیابی کے ساتھ استعمال کریں جس کامیابی کے ساتھ ایک مومن کا شیوہ ہے لیکن یہ تمام کارخانہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قائم فرمایا ہے اس کی بقاء کے لئے تمام اہم ترین باتیں آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی ہیں۔

''ایسا ہی ہمارے نبی ﷺ کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مرتد ہو گئے تھے اور کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹے الزام ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں''۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باقی نبیوں کے حوالے سے بعض باتیں درج فرما دیں لیکن حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی جو گہری عزت اور محبت آپؑ کے دل میں گاڑی گئی تھی آپؑ نے ان الزامات کی تفصیل بیان کرنے سے گریز فرمایا ہے لیکن ایک راز کی بات سمجھا دی ہے۔ فرمایا، آنحضرت ﷺ پر جتنے اعتراضات ہوئے ہیں وہ تمام تر میری ذات پر بھی ہوئے ہیں پس جتنے بیہودہ اور گندے اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر کئے گئے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ

کے دشمن نے آنحضرت ﷺ کی ذات پر بھی کئے ہیں۔

پس یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ وہ تمام اعتراضات جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر کئے گئے وہ سارے اعتراض یا ان سے ملتے جلتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر بھی کئے گئے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے ان تمام اعتراضات کو اکٹھا کیا تھا۔ ایک بھی اعتراض ایسا نہیں نکلا جو آنحضرت ﷺ پر دشمن نے کیا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان مولویوں نے اسے دہرایا نہ ہو اس لئے صرف اسی موضوع پر دوٹوک فیصلہ ممکن ہے۔ اس کے لئے آپ علماء کو چیلنج دے سکتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کریں جو اعتراض یا اس سے ملتا جلتا اعتراض مخالفین نے آنحضرت ﷺ پر نہ کیا ہو تو اس کو ہم زیر نظر لائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ان پر فرض ہوگا کہ وہ اعتراض یا اس سے ملتا جلتا جو بھی اعتراض ہو اس کا وہ جواب دیں اور ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑنے والے اعتراض کا جواب دیں گے مگر پہلے وہ آنحضرت ﷺ کا دفاع کر کے دکھائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ کامیاب دفاع نہیں کر سکیں گے۔ کامیاب دفاع وہی ہے جو صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور جس کی جماعت احمدیہ کو تربیت دی گئی ہے۔ پس ان سے کہیں گالی کا جواب ہمارے پاس گالی نہیں ہے غصے کا جواب عفو سے دیں گے نفرت کا جواب محبت سے دیں گے مگر ہمارے آقا و مولا پر جو اعتراض تم کرتے ہو پہلے اچھی طرح چھان بین کر کے یہ فیصلہ کر لو کہ کیا ان میں سے کوئی اعتراض آنحضرت ﷺ پر ہوا کہ نہیں۔ اگر ہوا تھا تو مہدی کی شان اپنے آقا سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔

یہ ناممکن ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو تو نئے نئے اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا ہو اور آپ کے غلامِ کامل حضرت امام مہدی کو ان اعتراضات سے بچا لیا گیا ہو۔ پس سب سے پہلے ایسے اعتراضات کی فہرست تبلیغ کرنے والے احمدیوں کے پیش نظر رکھنی چاہئے اور نظارت اصلاح وارشاد کا کام ہے کہ اس قسم کے اعتراضات کی فہرست بنائیں جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اسی نوعیت کے ہونے والے اعتراضات بھی ایک کالم کی صورت میں سامنے درج ہوں تا کہ احمدی مبلغین کے لئے سہولت ہو مگر یہ ایک نازک معاملہ ہے اس کو حل کرنے کے لئے لازم ہوگا کہ اس پمفلٹ میں ساتھ ساتھ یہ سمجھایا جائے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ہونے والا یہ اعتراض لغو اور جھوٹا

ہے اور ہم اس کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن اگر کوئی غیر احمدی سمجھتا ہے کہ اعتراض جھوٹا اور لغو نہیں تو پھر بے شک وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ویسا اعتراض کرے۔ ہم اس اعتراض کا جواب بھی اسے دیں گے اور آنحضرت ﷺ پر ویسے ہی اعتراضات کو بھی لغو اور جھوٹا ثابت کریں گے۔ پس اس غرض سے نہیں کہ آپ **نعوذ باللہ من ذالک** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دفاع کے لئے حضرت رسول اللہ ﷺ کو آگے کریں۔ یہ ایک اہم بات ہے جس کی پہلے بھی میں نے وضاحت کی تھی اور اب پھر کر رہا ہوں کہ میرا منشاء ہرگز یہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دفاع میں آگے بڑھیں بلکہ میرا منشاء تو صرف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جو اعتراضات کئے گئے ان اعتراضات کا جواب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گزرنے والے حالات کے ذریعہ دیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ ان سب اعتراضات کا وہی جواب درست ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا کے دفاع میں پیش کیا ہے۔

پس یہ وہ حکمت عملی ہے اور یہ جہاد کی وہ پالیسی ہے جسے آپ کو اپنانا ہے۔ بعض دفعہ احمدی نوجوان اپنی غفلت کی وجہ سے، لاعلمی کی وجہ سے کسی غیر احمدی کے اعتراض کے مقابل پر فوراً رسول اللہ ﷺ کا حوالہ دے دیتے ہیں اور یہ طریق نامناسب اور ناجائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی اس طریق کو اختیار نہیں فرمایا۔ آپ نے اپنے اوپر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے اگر وہ جواب کسی کو تسلیم نہیں تو پھر ویسا ہی اعتراض آنحضرت ﷺ پر بھی کیا گیا۔ گویا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے کو آپ ایک طرف کر دیں گے اور سیدھا اعتراض کا نشانہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بنائیں گے۔ اس بناء پر غلام کو اس کی غلامانہ حیثیت میں ہی آقا کے سامنے رہنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ اسی طرح مقابل پر تنا رہے گا جس طرح ہمیشہ تنا رہا ہے۔ سب سے بڑھ کر حضرت رسول اللہ ﷺ کی غیرت آپ نے دکھائی ہے پس اس پہلو کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین اور دلگیر مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے

پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سوضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں ہم میں پوری ہوں‘‘۔

ان تمام اعتراضات کا انبیاءؑ کی ذات میں اکٹھے ہو جانا یہ دراصل انبیاءؑ کی صداقت کا نشان ہیں۔ نبیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے یہ سلوک نہیں ہوا۔ ساری تاریخ اسلام کا آپ مطالعہ کر لیں وہ تمام اعتراضات جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ پر لگائے گئے وہ صرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں اکٹھے کئے گئے ہیں اور کسی عالم، کسی بڑے چھوٹے، کسی مذہبی راہنما، کسی فرقے کے راہنما پر وہ سارے اعتراضات اس طرح اکٹھے وارد نہیں کئے گئے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر رسول اللہ ﷺ کا حوالہ دیئے بغیر دہرائے گئے۔ مگر جو حکمت عملی میں نے آپ کو بتائی ہے جو طرز جہاد سمجھائی ہے اس کے مطابق دشمن کا مقابلہ کرنا ہے مگر یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آگے رکھنا ہے پیچھے نہیں رکھنا۔ رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لئے آپؑ کا سینہ ہے اور آپؑ کے دفاع کے لئے ہمارا سینہ ہے۔ دشمن چاہے تو لاکھ ہمیں چھلنی کرے ہمیں کوڑی کی بھی پرواہ نہیں مگر ہم اپنے آقا و مولا کے سینوں کو ان تیروں سے ضرور بچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ فرماتے ہیں:

’’یہ ہمارا حق ہے کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے جب کہ ہم دکھ دئے جائیں اور ستائے جائیں اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جائے اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں اور اس کی جناب میں تضرعات کریں اور اس کے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جس کی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں۔ سو اسی بنا پر میں نے یہ دعا کی ہے۔ مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں ربّ انّی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے‘‘۔

یہ صبر دعا میں ڈھلا کرتا ہے اور جتنا آپ عفو سے کام لیں گے اتنا ہی دعاؤں کی طرف توجہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تعلق سے یہ بات آپ کو سمجھا رہے ہیں۔ محض

دعائیں کرنا کہ اے اللہ دشمن کو تباہ و برباد کر دے، احمدیت کو ترقی ہو یہ کوئی دعا نہیں۔ دعا وہ ہوتی ہے جو دل سے نکلے اور صبر کی کوکھ سے پھوٹے۔ صبر اور دعا کا گہرا تعلق ہے، صبر ہی دل میں وہ غم پیدا کرتا ہے، وہ بے انتہاء درد دل میں ابھارتا ہے جیسے ایک طوفان برپا ہو جائے اور اس طوفان سے جو آہیں اٹھتی ہیں اس سے جو دردناک دعائیں اٹھتی ہیں یہ وہی دعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوا کرتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپ کو صبر کی تلقین کرتے ہیں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ رہے ہوں کہ صبر کرتے رہو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ حقیقت میں یہ مضمون اس لئے سمجھایا جا رہا ہے تا کہ آپ کو دعاؤں کی توفیق ملے اور دعائیں بھی ویسی ہوں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حضور عرض کیں۔

فرماتے ہیں ”ربّ انّی مغلوب مگر بغیر فانتصر کے“۔ یہ معاملہ سمجھنے والا ہے حضرت نوحؑ نے یہ دعا کی تھی فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (القمر:11) اے میرے خدا میں مغلوب ہو چکا ہوں پس تو میری مدد فرما اور میرا بدلہ لے۔ انتصار میں بدلہ لینے کا مضمون پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قوم کی ہلاکت اور تباہی میں اس قسم کی دلچسپی نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی قوم ہی میں سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں فخر محسوس کریں گے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے وہ صحابہؓ سے ملائے جائیں گے۔ یہ یقین کامل اگر مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں نہ ہوتا تو آپ کی دعا فانتصر تک جا پہنچتی۔ آپ فرماتے ہیں: یاد رکھو میری دعا اتنی ہے ربّ انّی مغلوب اے میرے رب میں مغلوب ہو چکا ہوں۔ فانتصر نہیں کہنا۔ یہ نہیں کہنا کہ تو اس قوم سے میرا بدلہ لے۔

> ”اور میری روح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سنے گا اور میرے لئے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کر دے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا۔ میں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلے کے لئے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں بلکہ جیسا کہ میں تمام ان لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے ایسا ہی میں عام اغراض کی بناء پر بغیر اس کے

کہ کسی زید یا بکر کا میرے دل میں تصور ہو خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو"۔

یہ مباہلے کے علاوہ ایک مضمون ہے۔ مباہلے کی باتیں اس سال کے آغاز میں میں کر چکا ہوں آپ کو تفصیل سے سمجھا چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس اشتہار سے پہلے، اس صدی کے اختتام سے پہلے مباہلے کا اعلان کر چکے تھے اس میں ایک مقابلہ ہے، اس میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر یہ تیری قسمیں، تیری عزت اور جلال کی قسمیں کھا کر جھوٹ بولیں تو پھر تو ان سے ہمارا بدلہ اتار لیکن یہ اس سے بالا مقام ہے۔ آپ فرماتے ہیں یہاں میں کسی زید بکر کسی دشمن کا کوئی تصور نہیں رکھتا۔ میں اپنے رب سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں مغلوب ہو گیا ہوں انہوں نے میری کوئی بات نہیں مانی۔ جو سچائی کا فیصلہ کرنے کی راہیں تھیں وہ سب یہ ترک کر بیٹھے ہیں ایسے مقام پر آ گئے ہیں جہاں فیصلے زمین میں نہیں بلکہ آسمان پر کئے جاتے ہیں۔ پس اے میرے رب میں تجھ سے ایک نشان چاہتا ہوں۔ کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس کے نتیجے میں میری صداقت روشن ہو جائے اور وہ نشان امن کا نشان ہو۔ یہ بہت ہی عظیم دعا ہے جو اس صدی کے آخر پر آپ کو خاص طور پر اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے۔

جہاں تک جاری مباہلے کا تعلق ہے وہ اپنا کام ایک سال کے اندر ضرور دکھائے گا اور دکھا رہا ہے اس کو میں کالعدم نہیں کر رہا۔ یاد رکھیں مباہلے کی دعائیں اپنے طور پر جاری رہیں گی مگر مباہلے کے بعد جیسا کہ ہمیں نظر آ رہا ہے ضدی لوگ پھر بھی ضد کریں گے اور ان کی ضد توڑنے کے لئے آسمان سے ہم نے ایک امن کا نشان مانگنا ہے اس کے لئے اس سارے صبر اور عفو اور درگزر کی ضرورت ہے جس کا حوالہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع میں دے چکے ہیں۔

"ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو......

اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو اس تین برس کے عرصہ تک جو 1902ء تک ختم ہوں گے میری تائید میں ایک ادنیٰ قسم کا نشان بھی ظاہر نہیں ہو گا اور اس طرح پر میرا کذب ظاہر ہو جائے گا اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر پڑے ہیں اٹھ جائیں گے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو تین سال کے عرصہ میں ایک نشان مانگ رہے ہیں جلسہ سالانہ کی تقریر میں غالباً میں نے بھی آئندہ دو تین سال کی بات کی تھی۔ مجھے یہ یاد پڑتا تھا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں تین سال کی بات بھی کی ہے مگر وہ تین سال کی بات مباہلے کے طور پر نہیں بلکہ احمدیت کی تائید میں، اسکے حق میں عظمت کا نشان مانگنے کے لحاظ سے کی تھی اور اس تحریر سے وہ بات کھل گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ میں جو امن اور صداقت کا نشان مانگ رہا ہوں یہ عبادات میں سے ہے۔ یہ نشان ایک ایسی دعا سے تعلق رکھتا ہے جو سورۃ فاتحہ کی جان ہے اور یہ نشان ایسا ہے جو میری ساری جماعت کے ہر فرد میں ظاہر ہوگا اور اس غرض کے لئے آپ نے تین سال مانگے ہیں ایک امن کے نشان کے طور پر۔

آپ لوگ حیران ہوں گے کہ یہ کس قسم کا امن کا نشان ہے جو جماعت احمدیہ کے ہر فرد میں ظاہر ہونے والا ہے اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین سال اس لئے مانگے ہیں کہ اس کے لئے بہت محنت اور مشقت کی ضرورت ہے، بہت دعاؤں کی ضرورت ہے، گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے پاک تبدیلیاں چاہنے کی ضرورت ہے اور یہ دراصل وہ نشان ہے جس کی طرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے ذہنوں اور دلوں کو منتقل فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

> ''میری یہ دعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنج وقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں''۔

اب آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ آسمان سے کوئی جلوہ ظاہر ہو عجیب طرح کا اور آپ نیچے بیٹھے اس کا تماشہ دیکھ رہے ہوں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں ایسا خیال پیدا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام جو نشان مانگ رہے ہیں وہ جماعت احمدیہ کے اندر ایک حیرت انگیز پاک تبدیلی کا نشان ہے۔ ایک ایسا نشان ہے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے چمکتا رہے گا۔ یہ ایک ایسا نشان

ہے جو اپنی ذات میں بولنے والا نشان ہے۔ اگر مرد صادق پیدا ہو جائے تو اسے دیکھ کر کسی اور نشان کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت احمدیہ کو اس دعا کی طرف متوجہ فرماتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرما سیدھا راستہ ان لوگوں کا جن پہ تو نے انعام فرمایا:

> ''خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال، صدیقوں کا کمال، شہیدوں کا کمال، صلحاء کا کمال۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو''۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے بالعموم جو دعائیں کیں ان کے نتیجے میں نبی کا کمال تو آپ کو عطا ہو گیا اور اس کمال کے پیچھے پیچھے ہمارا قافلہ چل رہا ہے۔ ہمارے لئے جو تین کمال باقی ہیں جنہیں ہمیں اپنانا ہے اور ہر احمدی کو اس کا نمونہ بننا ہے وہ کمالات یہ ہیں:

> ''صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں''۔

یعنی تمام جماعت احمدیہ کو اگر صدیق کا نشان دکھانا ہے تو ان کے لئے لازم ہے کہ قرآن کریم میں جو صدیقیت کے نشانات بیان فرمائے گئے ہیں وہ تمام نشانات اپنی ذات میں پورے کر کے دکھائیں اور جماعت احمدیہ میں کثرت سے صدیق پیدا ہونے لگیں یہ ایک ایسا نشان ہے جو حیرت انگیز طور پر اسلام کا مقصود ہے۔

اسلام کا تو مقصد ہی ان نشانات کی طرف لے کے جانا ہے اور یہی وہ نشان ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ نشان آج ہماری جماعت میں ظاہر ہو جائیں تو اس کے سوا اور کسی غلبے کے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی نشانات کا غلبہ ہے جو جماعت احمدیہ کو تمام دنیا پر غالب کرے گا اور ایسے رنگ میں غالب کرے گا کہ اس غلبے کی

قیمت ہوگی۔ جو عددی غلبہ نہیں ہوگا جو صلاحیتوں کا غلبہ ہوگا۔ پس آج جب کہ ہم عددی غلبے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے بڑھ رہے ہیں اس عددی غلبے کو صلاحیت کے غلبے میں بدلنے کے لئے ہمیں آج ہی جدو جہد کی ضرورت ہے ورنہ یہ عددی غلبہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گا۔

اس سلسلے میں میں نے گزشتہ چند خطبات میں اور اس سے پہلے بھی آپ کو متوجہ کیا تھا کہ ہمارے ہر مسئلے کا حل وحدانیت ہے، توحید باری تعالیٰ ہے جس کے ذریعے ہمارے سارے مسائل حل ہوں گے۔ اگر توحید کو چھوڑیں گے تو آپ کا عددی غلبہ دنیا قبول نہیں کرے گی۔ ایک ہی غلبہ ہے جو صفات باری تعالیٰ کا غلبہ ہے اس غلبے میں کوئی اجنبیت نہیں۔ اگر سچائی کا غلبہ ہے تو دنیا کی کون سی قوم ہے جو سچائی کو اپنے ملک پر غالب آنے سے روکے یا ناپسند کرے یا یہ سمجھے کہ سچائی تو ایک پاکستانی کردار ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ کون ہے جو نیکی یعنی عموماً بنی نوع انسان سے ہمدردی کو ایک غیر ملک کی صفت جانے۔ پس صفات باری تعالیٰ کی خوبی یہ ہے یعنی اور خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ کے پیچھے اگر آپ چلیں، انہیں اپناتے ہوئے چلیں تو دنیا کی کوئی قوم بھی آپ کے غلبے کے خلاف ردعمل نہیں دکھا سکتی کیونکہ آپ کا غلبہ توحید باری تعالیٰ کا غلبہ ہوگا، ان صفات کا غلبہ ہوگا جو بین الاقوامی ہیں، ان صفات کا غلبہ ہوگا جنہیں ہر قوم اپنانا چاہتی ہے خواہ اپنا سکی ہو یا نہ اپنا سکی ہو۔

اس لئے یہ بہت ہی اہم باتیں ہیں جو میں آج آپ سے کر رہا ہوں۔ صفات باری تعالیٰ کے غلبے کو اپنائیں اور جب اس غلبے کی خاطر آپ کام کریں گے تو یہ چار صفات ابھریں گی ایک نبی کی صفت، ایک صدیق کی صفت، ایک شہید کی صفت اور ایک صالح کی صفت۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ’’شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے‘‘۔

یہ وہ حصہ ہے جسے جماعت احمدیہ کی اکثریت اپنا سکتی ہے۔ صدیقیت کے لئے جس محنت اور خلوص اور تقویٰ کی ضرورت ہے یہ ایک سال، دو سال، تین سال کے بعد بھی ضروری نہیں کہ اکثر کو

نصیب ہو سکے کیونکہ صدیقیت کے ساتھ نبوت کے بعد سب سے مشکل صفات ہیں اور نبوت کا پرتو ہی صدیقیت ہے۔ غیر نبی جب نبی کی طرح ہو جائے تو اسے صدیق کہا جاتا ہے۔ اللہ ایسے لوگوں ہی سے نبی چنتا ہے جو صدیقیت کی صفات پہلے رکھتے ہیں۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ آپ میں سے ہر آدمی صدیق بن سکتا ہے مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ آپ میں سے ہر آدمی صدیق بننے کی کوشش ضرور کرے، اسے اپنا مطمح نظر بنائے اور اس مضمون پر غور کرے اور ہماری جماعت کو ہر جگہ تربیت میں اس مضمون کو بالا رکھنا چاہئے اور پیش نظر یہ رکھنا چاہئے کہ جو بھی ہم تبدیلیاں دنیا میں لائیں ان سب تبدیلیوں کے ساتھ ہی اپنی اندرونی تبدیلیوں کی طرف بھی متوجہ ہو جائیں اور نئے آنے والوں کو صدیقیت کی دعوت دیں، نئے آنے والوں کو شہادت کی دعوت دیں۔

صدیقیت کے بعد شہادت کا مضمون جسے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے اسے غور سے سن لیں۔ فرماتے ہیں:

> ’’اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاق اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے‘‘۔

اب آپ کو ہر قسم کے دکھ دنیا کے مختلف مقامات پر دیئے جاتے ہیں پاکستان میں بھی دئے گئے یہاں بھی دشمن آپ کے پیچھے پڑا ہوا ہے دوسرے ملکوں میں بھی دشمن چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ وہی سلوک ہو جو پاکستان کے بدوں نے پاکستان کے صالحین اور صدیقوں اور شہیدوں سے کیا ہے تو آپ یہ سن لیں کہ اس وقت صبر دکھانا ایک عام صبر نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں ’’خارق عادت‘‘ ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عام عادات سے ہٹ کر ہو۔ ایسا صبر جو رفتہ رفتہ ہر انسان کو نصیب ہو جاتا ہے وہ خارق عادت نہیں ہوا کرتا۔ جب کسی کا پیارا مرتا ہے وہ صبر ہے جو خارق عادت کا صبر ہے۔ مرنے کے چند سال کے بعد اسے صبر آنا ہی آنا ہے۔ انسان کے بس میں ہی نہیں ہے کہ ہر غم کو سینے سے ہمیشہ کے لئے لپٹائے رکھے۔ بالآخر انہی گھروں میں جہاں رونا اور پیٹنا ہوا نہی گھروں میں ہنسیاں شروع ہو جاتی ہیں انہی گھروں سے قہقہوں کی آوازیں آتی ہیں ان کی زندگیاں بدلنے لگتی ہیں اور ہر غم وقت کے لحاظ

سے ماضی میں رہ جاتا ہے ہر غم ایسا ہے جسے دفنایا جا رہا ہے۔ پس دفنایا جانے والا غم بھی قانون قدرت کے نتیجے میں بالآخر ضرور دفنایا جاتا ہے مگر ایسے صبر کو صبر نہیں کہا جاتا۔ جب غم تازہ ہو، جب وہ جس کی نعش دفنائی جانی ہے آنکھوں کے سامنے ہو، جب اسے زمین میں اتارا جانے والا ہو اس وقت اگر آپ صبر پر قائم ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اسے خارق عادت کہا جاتا ہے یعنی عام انسانوں کی طاقت سے بالا صبر ہے ان سے ہٹ کر صبر ہے۔ فرمایا تم مصائب اور ابتلاؤں میں خارق عادت صبر دکھاؤ اور یہ صبر ایسا ہے جو آسمان کے کنگرے ہلا دیا کرتا ہے۔ یہ صبر ایسا ہے جو سچی اور گہری دعاؤں کی توفیق بخشتا ہے۔ یہ صبر ایسا ہے جو دنیا میں انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

پس دنیا میں سب سے زیادہ انقلاب شہیدوں کے ذریعے برپا ہوا ہے۔ صدیق اپنی جگہ رہے اور رسالت سے چمٹے رہے۔ رسالت کا نشان تو بن گئے مگر کثرت سے نہ پیدا ہوئے۔ شہید وہ ہیں جو امت محمدیہ میں کثرت کے ساتھ ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور یہ ان کی شہادت ہے جو اسلام کی سچائی کی شہادت ہے۔ شہید کو شہید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ایسا شخص جس کی گواہی پر اعتماد کیا جاسکے، کامل یقین کیا جاسکے۔ پس جو شخص اپنی ذات کو ایک سچائی کی خاطر فنا کر دے اس سے بڑھ کر کسی کی شہادت نہیں ہوسکتی۔ پس آپ نے اگر احمدیت کی سچائی میں گواہیاں دینی ہیں، اگر شہادت کی آواز بلند کرنی ہے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں شہید کی خارق عادت صفات اپنانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ میں شہادت کی یہ صفات داخل ہوگئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی گواہی دنیا کو ضرور قبول کرنی ہوگی۔

اور پھر آخر پہ یہ فرماتے ہیں: ’’**مرد صالح کا کمال یہ ہے**‘‘ اب یہ عام مسلمان جن میں اس وقت میری نظر میں احمدی ہیں وہ سارے شامل ہیں۔ جو بلند مقامات آپ کو بتائے تھے ہوسکتا ہے بعضوں کا تصور بھی وہاں نہ پہنچا ہو کیونکہ جو ادنیٰ مقام میں آپ کو اب بتانے لگا ہوں جہاں سے ہمارا سفر شروع ہوتا ہے اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں کہ کیا آپ کو یہ مقام نصیب ہو چکا ہے۔ جو بنیادی پلیٹ فارم ہے اس پر قدم رکھیں گے تو اگلی منازل طے ہونے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس بنیادی سطح پر آپ کا قدم نہیں ہے تو اگلے سارے مقامات آپ کے تصور کی باتیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں پس اسے غور سے سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

''مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جاوے''۔

یہ پہلی منزل ہے اب کچھ شاید آپ کو اندازہ ہوا ہو کہ نبوت کتنی اونچی چیز ہے۔ پہلی منزل کی بات یہ ہے کہ ہر قسم کے فساد سے دور ہو جاوے۔ ہمارے کتنے گھر ہیں جنہیں ہم امن کا گھوارہ کہہ سکتے ہیں۔ کتنے تعلقات ہیں جنہیں ہم امن کا گھوارہ کہہ سکتے ہیں۔ کتنی دوستیاں ہیں جن کے متعلق ہم یقین دلائیں کہ یہ دوستیاں فساد پر منتج نہیں ہوسکتیں۔ اکثر دوستیاں ایسی شرائط سے وابستہ ہوتی ہیں، ایسی نفس کی امیدوں سے وابستہ ہوتی ہیں جن میں ہر شخص اپنے مقصد کی حفاظت کرتا ہے اور ذرہ بھی وہ سمجھے کہ اس مقصد پر آنچ آرہی ہے تو اس دوستی کو ترک کر دیتا ہے بلکہ وہ صلح کے تعلقات کو فساد میں تبدیل کر دیا کرتا ہے۔

یہ قدم ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ میں سے ہر ایک کو کم سے کم مرد صالح کے مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں باقی سب باتیں بعد کی باتیں ہیں اور وہ یہ ہے۔

''ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے''۔

ہر احمدی کامل طور پر پرامن ہے، ہر احمدی دوسرے فرد کو امن کی ضمانت دیتا ہے۔ ہر احمدی اپنے بھائی کے لئے ایک امن کی ضمانت ہے۔ ہر احمدی اپنی بیوی کے لئے، اپنے بچوں کے لئے، اپنے دوستوں کے لئے ایک امن کی ضمانت ہے۔ ہر گھر کو فساد سے پاک کرنا یہ وہ پہلا قدم ہے جو ہمیں لازماً اٹھانا ہوگا اس کے بغیر ہماری ساری ترقیات کی خوابیں خواب وخیال ہیں، ایسی خوابیں ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں نکلا کرتی۔

آپ اپنی خوابوں کو وہ سچی خوابیں بنائیں جن کی آپ تعبیر بن جائیں۔ آپ نے جو خوابیں دیکھی ہوں ان کی تعبیر آپ نے بننا ہے۔ دنیا میں وہ تعبیر تب ظاہر ہوگی اگر پہلے آپ کی ذات میں ظاہر ہو۔ پس سب سے پہلے اپنے آپ کو امن کا گھوارہ بنائیں، صلاحیت کا گھوارہ بنائیں، ہر قسم کے فساد سے کلیۃً پاک ہو جائیں۔ یہ بات ایک فقرے میں ہے مگر ساری انسانی زندگی کے ہر پہلو پر محیط

ہے۔ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹیں گے، خدا کرے امن اور خیریت سے لوٹیں، تو پھر اس بات کو سوچیں کہ جب بھی آپ بات کرتے ہیں یا کوئی ارادہ باندھتے ہیں یا کسی سے معاملہ کرتے ہیں اس میں کوئی فساد کا پہلو مخفی تو نہیں ہے۔

جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے کہ ہر جھاڑی میں چیتا مخفی دکھائی دیتا ہے۔ یہ جھاڑی تو ایک فرضی جھاڑی ہے کہ ہر جھاڑی کے پیچھے ایک چیتا ہو یا تو ہمات کی جھاڑی ایسی ہوا کرتی ہے کہ جنگل میں ہر جھاڑی کے پیچھے چیتا دکھائی دے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے نفس کی جھاڑیاں ایسی ہیں کہ ہر جھاڑی میں چیتا چھپا ہوا ہے ہر جھاڑی میں فساد کا خونخوار ببر مخفی ہے اگر آپ نے اس سے حفاظت کرتے ہوئے اپنے آپ کو امن کی راہوں پر نہ ڈالا تو ہمیشہ خطرے میں رہیں گے لیکن مومن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نصرت عطا ہوتی ہے جب وہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں خدا کی خاطر امن میں آؤں گا اور امن کو قائم رکھوں گا تو یہ سارے غائب ہو جاتے ہیں۔ آسمان سے نور کا ایک ہی جلوہ ان چیتوں کو آپ کے دلوں سے نکال کے باہر کرے گا۔ کوئی فسادی جانور آپ کے دل میں نہیں رہے گا۔ آپ کی نیتیں پاک اور صاف ہو جائیں گی لیکن اسی صورت میں کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے آپ مرد صالح بننے کی کوشش کریں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

> ”یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اس میں ایمان بھی نہیں۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ: 513 تا 516)

وہ نشان جس کی طرف گھیر کر آپ کو لے جایا جا رہا ہے یہ سورہ فاتحہ کی اس آیت کا نشان ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۔ آگے میں کچھ عبارت چھوڑ کر، اب خطبے کا وقت ختم ہو رہا ہے غالباً، میں آپ کو اس طرف لے کر آتا ہوں ”ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے۔ حضرت مسیحؑ نے بھی مختصر لفظوں میں یہی سکھایا تھا دیکھو متی باب 8 آیت 9۔ پس تم اسی طرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو“۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آسمانی

باپ سے یہ دعا مانگی تھی جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مسیح ثانی کے طور پر آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں کہ تیرے نام کی تقدیس ہو۔

آپ فرماتے ہیں جب تک تمہارے دلوں میں وہ قوت قدسیہ پیدا نہ ہو جائے جس کی طرف تمہیں میں بلا رہا ہوں تمہیں ان دعاؤں کے جواب میں کوئی آواز نہیں آئے گی۔ اپنے نفس کو پاک وصاف کرو اور پاک وصاف کرنے کے لئے خدا سے دعائیں مانگو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان پیدا ہوگا۔ وہ نئی زمین اور نیا آسمان وہ زمین و آسمان ہیں جن کو بنانے کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جن کی از سرِ نو تعمیر کا ہم نے ارادہ کیا ہے۔ اللہ ہمارے ارادوں میں برکت ڈالے اور ہمارے اندر یہ پاک معنی خیز تبدیلیاں پیدا کرے ورنہ فتح کے نعرے لگانا محض جھوٹی شیخی ہے ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔

اب جلسے کے دوسرے پروگرام شروع ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور سارے جلسے کو ان دعاؤں سے معمور رکھیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ہے تو ایک ہی دعا مگر مختلف لوگوں کے لئے مختلف دعائیں بن جائیں گی۔ قدم بہ قدم ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ سے نصرت مانگتے رہیں اور اس جلسے کو بھی امن کا گہوارہ بنائیں اور کوشش کریں کہ آپ کے سفر کی پہلی منزل یہ جلسہ ہی بن جائے اور یہیں سے آپ کا شہادت اور صدیقیت کی طرف سفر شروع ہو۔ آمین